معاصر مسلم معاشرے کا اخلاقی بحران اور سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اس کا حل

Contemporary Ethical Crisis in Muslim Society and Its Solutions in the Light of the Seerah of Prophet Muhammad (PBUH)

Dr. Noreen Butt
Assistant Professor,
Institute of Arabic and Islamic Studies (IAIS),
GC Women University, Sialkot, Pakistan
Email: Noreen.butt@gcwus.edu.pk
Ayesha Saeed
PhD Scholar, GC Women University, Sialkot, Pakistan
Email: saeedaysha998@gmail.com
Sana Butt
Lecturer, GC Women University, Sialkot, Pakistan
Email: Sana.butt@gcwus.edu.pk

Abstract
Contemporary Muslim societies face ethical challenges that affect personal conduct, family relationships, social cohesion, and institutional integrity. Despite the central place of morality in Islamic teachings, dishonesty, corruption, injustice, materialism, intolerance, and irresponsible digital communication continue to undermine mutual trust. This article examines these challenges and explores their remedies through the Seerah of Prophet Muhammad (peace be upon him). It adopts a descriptive and analytical approach, drawing primarily on the Qur'an and Prophetic traditions and discussing relevant interpretations within the existing manuscript. The analysis focuses on truthfulness, trustworthiness, justice, compassion, forgiveness, patience, human dignity, and the responsible exercise of authority. It considers how these principles can inform individual self-accountability, respect for others' rights, responsible social media practices, and institutional reform. Particular attention is given to verifying information before circulation, protecting privacy, avoiding slander, and treating public office as a trust. The study argues that ethical decline involves personal choices as well as educational, social, and institutional conditions. Consequently, reform requires sustained moral and spiritual education alongside transparent procedures, accountability, and fair treatment. The Seerah provides a practical framework for connecting religious knowledge with everyday conduct and public responsibility. The article recommends character-building programmes in educational institutions, focused guidance through mosques and religious

organisations, public awareness of Islamic digital ethics, and coordinated moral and legal responses to corruption. It concludes that a balanced application of Prophetic ethical principles can strengthen social trust and support reform at individual, community, and institutional levels.

Keywords: Ethical crisis; Muslim society; Prophetic Seerah; moral reform; social media; institutional accountability

تعارفِ موضوع

اسلام خیر خواہی کا نام ہے۔ جس نے انسان کی انفرادی، خاندانی، معاشرتی، اور اجتماعی زندگی کے لیے جامع رہنمائی فراہم کی ہے۔ دین اسلام میں اخلاق کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ کسی بھی معاشرے کی ترقی کا انحصار مادی وسائل پر نہیں۔ بلکہ افراد کے کردار اور اخلاقی رویوں پر ہوتا ہے۔ اگر علم کے باوجود انسان صداقت، امانت، عدل، رحم، عفو، برداشت اور انسانی احترام سے محروم ہو جائے، تو معاشرہ زوال کی طرف جاتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات سے واضح ہوا ہے کہ بے شک آپ ﷺ عظیم اخلاق پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ نے خود بتادیا ہے۔ میں عمدہ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔[1]

سیرتِ نبوی ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے محض اخلاقی تعلیمات بیان نہیں کیں۔ بلکہ انہیں عملی زندگی میں نافذ کر کے دکھایا۔ آپ ﷺ نے مکہ کے قبائلی، طبقاتی اور اخلاقی انتشار کا شکار معاشرے کو ایمان، اخوت، عدل، امانت، رحم، مساوات اور انسانی تکریم کی بنیاد پر ایک منظم معاشرے میں تبدیل کیا۔

ضرورت و اہمیت

موجودہ دور میں اخلاقی اقدار کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ ہو گئی ہے۔ کیونکہ معاشرتی زندگی کے بہت سے معاملات سوشل میڈیا سے جڑے ہیں۔ سوشل میڈیا نے معلومات، رابطے اور اظہارِ رائے کے وسیع مواقع دے دیے ہیں۔ تاہم اس کے غیر ذمہ دارانہ استعمال سے جھوٹ، غیبت، بدزبانی، کردار کشی، افواہ سازی اور دوسروں کی تضحیک جیسے اخلاقی مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ سوشل میڈیا کے استعمال میں اسلامی اخلاقی اصولوں پر عمل کیا جائے۔ قرآن و سنت اور سیرتِ نبوی ﷺ انسان کو سچائی، امانت، حسنِ اخلاق، برداشت، عدل اور دوسروں کے احترام کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان اصولوں کی روشنی میں سوشل میڈیا کے مثبت اور ذمہ دارانہ استعمال کو فروغ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اخلاقی تربیت کے ذریعے افراد کو ڈیجیٹل دنیا میں ذمہ دارانہ رویے کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔ جس سے معاشرتی انتشار، نفرت اور بداعتمادی میں کمی ہو گی۔

مقاصدِ تحقیق

اس کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں۔

1۔ معاصر مسلم معاشرے میں موجود اہم اخلاقی بحرانوں کی نشاندہی کرنا

2۔ اخلاقی بحران کے بنیادی اسباب کا جائزہ لینا

3۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی اخلاقی اصول واضح کرنا

مبحث اول: اسلامی اخلاق کا مفہوم اور معاصر مسلم معاشرے کے اخلاقی بحران

1. اخلاق کا مفہوم

اخلاق؛ خلق کی جمع ہے۔ جس کا معنی، عادت، خصلت کے ہے۔ یعنی انسان میں اچھی عادات، عمدہ خصائل، خوش طبعی، ملنساری اور بشاشت کے وصف کا پایا جانا اخلاق ہے۔ اسلام نے اخلاق کو ایمان سے مربوط کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

«أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا»[2]

مومنوں میں کامل ترین ایمان والا وہ ہے۔ جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان اور حسن اخلاق ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں۔ یعنی جو اپنے اخلاق میں جس قدر کامل ہو گا اس کا ایمان بھی اتنا ہی کامل ہو گا۔ گویا ایمان کامل کے لیے بہتر اخلاق کا حامل ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ: اپنے گھر والوں کے لیے جو سب سے زیادہ مہربان ہو گا وہ سب سے بہتر ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ایمان پایا جاتا ہے۔

2. جھوٹ اور بد دیانتی

لفظ جھوٹ کو عربی زبان میں "کذب" کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

«أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتَّى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ»[3]

جس میں چار خصلتیں ہوں گی۔ وہ خالص منافق ہے۔ اور جس شخص میں ان خصلتوں میں کوئی ایک خصلت پائی جائے۔ تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔ جب بات کرے، تو جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے، تو دھوکہ دے اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالم گلوچ کرے۔

صرف یہی نہیں، کہ ایسا جھوٹ جس میں فساد و بگاڑ اور ایک آدمی پر اس جھوٹ سے ظلم ہو رہا ہو، وہ منع ہے۔ بلکہ لطف اندوزی اور ہنسنے ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا بھی منع ہے۔ میری رائے کے مطابق جھوٹ بیماری ہے۔ جو معاشرہ میں فساد مچاتی ہے۔ لوگوں کے درمیان لڑائی، جھگڑا کرواتی ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان دشمنی کو پروان چڑھاتی ہے۔ اس سے آپس میں ناچاقی بڑھتی ہے۔ اگر ہم ایک اچھے معاشرے کا فرد بننا چاہتے ہیں۔ تو یہ ہماری ذمے داری ہے کہ ہم جھوٹے لوگوں کی خبر پر اعتماد نہ کریں۔ کسی بھی بات کی تحقیق کے بغیر اس پر ردِّ عمل نہ دیں۔ اگر ایک آدمی کوئی بات آپ سے نقل کرتا ہے۔ تو اس سے اس بات کے ثبوت کا مطالبہ کریں۔ اگر وہ ثبوت پیش نہیں کر پاتا، تو اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دیں اور اسے دھتکاریں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو جھوٹ سے زیادہ کوئی عادت ناپسند نہیں تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ کو اگر کسی کے حوالے سے یہ معلوم ہو جاتا کہ: وہ غلط بیانی کر رہا ہے۔ تو آپ ﷺ کے دل میں کدورت بیٹھ جاتی۔ اور اس وقت تک آپ کا دل صاف نہیں ہوتا تھا۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو جاتا کہ اس نے اللہ سے اپنے گناہ کی نئے سرے سے توبہ نہیں کرلی ہے۔ امانت میں خیانت بھی فرد اور معاشرے کے درمیان اعتماد کو شدید متاثر کرتی ہے۔ سرکاری عہدوں، کاروبار، تعلیم، ملازمت اور ذاتی معاملات میں امانت داری بنیادی اسلامی تقاضا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔[4]

﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾[5]

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی امانت و دیانت کا عملی نمونہ تھی۔ بعثت سے قبل اہلِ مکہ آپ ﷺ کو صادق و امین کے لقب دیا کرتے تھے۔

3. رشوت اور بدعنوانی

رشوت اور بدعنوانی معاشرتی انصاف کو تباہ کرنے والے کام ہیں۔ جب کسی معاشرے میں میرٹ کے بجائے رشوت، سفارش اور ذاتی تعلقات کو ترجیح دی جائے۔ تو اداروں پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے ناجائز طریقے سے مال کمانے کو منع کیا ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾[6]

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔

سیرتِ نبوی ﷺ میں حکمرانوں اور ذمہ دار افراد کے لیے امانت اور جواب دہی کا تصور نمایاں ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہا جتماعی عہدہ ذاتی فائدے کا ذریعہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک ذمہ داری اور امانت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

«مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي»[7]

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کئے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ کیونکہ تم سب کے سب نگران ہو، تم سے رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔[8]

4. عدم مساوات

معاشرتی ناانصافی اخلاقی بحران کی ایک اہم شکل ہے۔ اسلام نے عدل کو معاشرتی نظام کی بنیاد قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾[9]

ترجمہ: بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عدل کے اصول کو ذاتی تعلقات اور جذبات سے اوپر رکھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے انتقام کے بجائے عفو و درگزر کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ مختلف معاملات میں قانون اور انصاف کے اصول کو واضح طور پر قائم فرمایا۔ میری ناقص رائے کے مطابق معاشرے میں شریعت نافذ ہو جائے تو ہر طرف امن ہی امن ہو گا۔

5. مادہ پرستی اور مفاد پرستی

عصرِ حاضر میں مادی کامیابی کو زندگی کا بنیادی مقصد سمجھنے کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے۔ دولت، شہرت، عہدہ اور ظاہری آسائشیں بعض اوقات انسان کی اخلاقی ترجیحات پر غالب آ جاتا ہے۔ دینِ اسلام دنیاوی ضروریات کی نفی نہیں کرتا، بلکہ ان کے حصول میں اعتدال، حلال ذرائع اور آخرت کی جوابدہی کو ضروری قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا﴾[10]

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس کے ذریعے آخرت کا گھر تلاش کرو اور دنیا میں اپنا حصہ نہ بھولو۔

تمہاری دولت کا بہترین مصرف یہ ہے کہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش کرو۔ نہ یہ کہ مال کے نشہ میں چور ہو کر دوسروں کو حقیر سمجھنے لگو۔ اس سے خود کھاؤ پیو پہنو اور جو بچ جائے، اس سے عزیز و اقارب اور دوسرے لوگوں کی مالی اعانت کرو۔ اللہ کی مخلوق پر تم بھی ایسے ہی احسان کرو جیسے اللہ نے تم پر احسان کیا ہے اور مخلوق خدا کی دعائیں لو۔ اور اللہ کے فرمانبردار بن کر رہو۔ اپنے مال و دولت کا دوسروں پر رعب جمانا

کوئی اچھا طریقہ نہیں۔ تمہاری اس دولت میں جو دوسروں کا حق ہے اسے ادا کرو اور معاشی اور معاشرتی ناہمواریوں کا باعث نہ بنو۔ سیرتِ نبوی بھی انسان کو دنیا اور آخرت کے درمیان متوازن زندگی کا درس دیتی ہے۔[11]

6.سوشل میڈیا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال

ڈیجیٹل دور نے رابطے کے بے شمار مواقع پیدا کیے ہیں، تاہم سوشل میڈیا کے غیر ذمہ دارانہ استعمال نے نئے اخلاقی مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔ جھوٹی خبریں، کردار کشی، غیبت، تمسخر، افواہوں کی تشہیر، نجی معلومات کی اشاعت اور نفرت انگیز گفتگو اس کے اہم مظاہر ہیں۔ قرآن مجید خبر کی تحقیق کا واضح اصول بیان کرتا ہے: **فَتَبَيَّنُوا**، یعنی تحقیق کر لیا کرو۔ ڈاکٹر اسرار احمد اس آیت کی توضیح میں واضح کرتے ہیں کہ کسی خبر کے متعلق عملی اقدام سے پہلے تحقیق ضروری ہے تاکہ کسی قوم کو نادانستہ نقصان نہ پہنچے اور بعد میں ندامت نہ ہو۔ اسی سورت میں تمسخر، بدگمانی، تجسس اور غیبت سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اس لیے سوشل میڈیا استعمال کرنے والے مسلمان کے لیے بھی وہی اخلاقی حدود لازم ہیں جو حقیقی زندگی کے باہمی تعلقات کو منضبط کرتی ہیں۔[12]

مبحث دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں فرد کی اخلاقی اصلاح کے بنیادی اصول

سیرتِ نبوی ﷺ میں اخلاقی اصلاح کی بنیاد تزکیۂ نفس، عملی نمونہ، حقوق کی ادائیگی اور اجتماعی جواب دہی پر قائم ہے۔ قرآن مجید رسول اللہ ﷺ کے منصب میں تعلیم اور تزکیہ کو یکجا بیان کرتا ہے:

﴿يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[13]

ترجمہ: وہ ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

اس قرآنی بیان میں علمی رہنمائی اور کردار کی اصلاح ایک مربوط تربیتی عمل کے اجزا ہیں۔ اس بنا پر سیرت کی روشنی میں اصلاح کا مقصد معلومات کی منتقلی کے ساتھ ایسی عادات پیدا کرنا بھی ہے جو معاملات، تعلقات اور ادارہ جاتی فیصلوں میں ظاہر ہوں۔ درج ذیل اصول اسی انفرادی اور اجتماعی تربیت کو عملی صورت دیتے ہیں۔

معاشرتی اصلاح کا آغاز فرد کے قول و فعل سے ہوتا ہے، مگر اس کا دائرہ ذاتی عبادات تک محدود نہیں رہتا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی فرد، خاندان اور معاشرے کے لیے عملی نمونہ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾[14]

ترجمہ: یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

اسوۂ نبوی سے وابستگی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے کردار کو روزمرہ حالات میں اس نمونے کے مطابق پرکھے۔ سچائی، تحمل اور حقوق کی ادائیگی جب فرد کی مستقل عادت بنیں تو ان کے اثرات خاندان اور معاشرتی روابط میں بھی نمایاں ہوتے ہیں۔

1. اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس

﴿إِنَّ اللهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾[15]

ترجمہ: بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس اخلاقی فیصلے کو محض ظاہری نگرانی سے آگے لے جاتا ہے۔ جہاں قانون یا ادارے کی نگاہ نہ پہنچے وہاں بھی امانت، وعدے اور حق کی پابندی اس داخلی جواب دہی کا تقاضا ہے۔

2. روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ

﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾[16]

ترجمہ: اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔

آیت اپنے اعمال کے جائزے کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ روزانہ محاسبہ اس اصول کی ایک عملی تدبیر ہے؛ اسے اس آیت میں کسی خاص وقت کی مقرر عبادت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انسان اپنی لغزش پہچانے، متاثرہ شخص کا حق ادا کرے اور آئندہ کے لیے قابلِ عمل اصلاح طے کرے۔

3. صدق و امانت کو زندگی کا اصول بنانا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾[17]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

صدق صرف زبان کی درستی تک محدود نہیں؛ وعدے، تعلیمی اسناد، مالی حساب اور پیشہ ورانہ رپورٹ بھی اس میں شامل ہیں۔ امانت کے سابقہ قرآنی حکم کے ساتھ یہ آیت ایسے کردار کی تشکیل کرتی ہے جس میں بیان اور عمل دونوں قابلِ اعتماد ہوں۔

4. غیبت، جھوٹ اور بدگمانی سے اجتناب

﴿اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾[18]

ترجمہ: بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

ہر اندیشہ حقیقت نہیں ہوتا۔ اس حکم کا عملی تقاضا یہ ہے کہ کسی کے ارادے یا کردار پر فیصلہ ثبوت کے بغیر نہ کیا جائے۔ اسی سورت میں غیبت اور تجسس کی ممانعت تعلقات کو ان رویوں سے محفوظ رکھتی ہے جو الزام، بداعتمادی اور باہمی تحقیر پیدا کرتے ہیں۔

5. دوسروں کے حقوق ادا کرنا

﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ﴾[19]

ترجمہ: اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔

یہ حکم حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت کے ضمن میں آیا ہے اور دوسروں کے حقوق گھٹانے کی قباحت واضح کرتا ہے۔ اس سے رہنمائی لیتے ہوئے اجرت، تجارتی حق، تعلیمی حق اور خدمات کی ادائیگی میں کمی سے بچنا ضروری ہے۔ اخلاقی اصلاح اس وقت مؤثر ہوتی ہے جب واجب حقوق عملی طور پر ادا کیے جائیں۔

6. غصے پر قابو پانا

«لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ»[20]

ترجمہ: طاقتور وہ نہیں جو کشتی میں دوسرے کو پچھاڑ دے؛ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔

حدیث قوت کا معیار ضبطِ نفس قرار دیتی ہے۔ خاندانی اختلاف، تدریسی ماحول اور دفتری تنازع میں اشتعال کے باوجود زبان، فیصلہ اور اختیار پر قابو رکھنا اسی نبوی تربیت کا اظہار ہے۔ برداشت کا مطلب حق ترک کرنا نہیں، بلکہ حق کے حصول میں ظلم سے بچنا ہے۔

7. سوشل میڈیا میں اخلاقی حدود کی پابندی

«وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ»[21]

ترجمہ: اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔

نبوی حکم کلام کی اخلاقی ذمہ داری واضح کرتا ہے۔ اس کا عصری اطلاق تحریری تبصرے، پیغام، تصویر کے عنوان اور ویڈیو پر بھی ہوتا ہے۔ اشاعت سے پہلے صداقت، فائدے اور ممکنہ ضرر کو جانچنا ضروری ہے؛ محض توجہ حاصل کرنا اخلاقی جواز نہیں بنتا۔

8. علم کو عمل سے مربوط کرنا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾[22]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

علمی اور مذہبی گفتگو کی ساکھ قول و فعل کی مطابقت سے قائم ہوتی ہے۔ استاد، خطیب اور ذمہ دار فرد کے لیے ضروری ہے کہ دوسروں کو دی گئی اخلاقی ہدایات کو اپنی عملی زندگی میں بھی اختیار کرے۔ اس مطابقت کے بغیر اصلاحی پیغام کا اثر کمزور پڑ جاتا ہے۔

مبحث سوم: عصر حاضر میں عملی اخلاقی ضابطہ

عصر حاضر میں نبوی اخلاق کی روشنی میں ایسا عملی ضابطہ تشکیل دیا جا سکتا ہے جو خبر کی تحقیق، انسانی حرمت، نجی زندگی اور ذمہ دارانہ اظہار کی حفاظت کرے۔ قرآن مجید غیر معلوم بات کی پیروی سے روکتا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾[23]

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔

یہ اصول جدید ابلاغی ذرائع کے لیے علمی احتیاط کی بنیاد بنتا ہے۔ درج ذیل ضابطے اسی دینی رہنمائی کی معاصر تطبیقات ہیں؛ انہیں عین انہی الفاظ میں عہدِ نبوی کے تحریری ضابطے کی حیثیت نہیں دی جا رہی۔

1. خبر پھیلانے سے پہلے تحقیق

﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾[24]

ترجمہ: اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کر لیا کرو۔

آیت میں غیر معتبر خبر پر اقدام سے پہلے تحقیق کی تاکید ہے۔ ڈیجیٹل ماحول میں اس کا اطلاق اصل ماخذ، تاریخ، مکمل سیاق اور خبر کی نسبت جانچنے پر ہوتا ہے۔ تحقیق کے بغیر آگے بھیجی گئی خبر کسی کی عزت یا سلامتی کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

2. کسی فرد کی عزت مجروح نہ کرنا

﴿لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ﴾[25]

ترجمہ: کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے۔

تمسخر کی ممانعت انسانی وقار کے تحفظ کا اصول ہے۔ اصلاحی تنقید میں دلیل اور متعلقہ عمل پر گفتگو ہونی چاہیے؛ نام بگاڑنا، جسمانی عیب اچھالنا یا ذلت آمیز مواد بنانا اس مقصد سے مطابقت نہیں رکھتا۔

3. غیبت اور بہتان سے اجتناب

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾[26]

ترجمہ: اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔

کسی کی غیر موجودگی میں اس کی تضحیک یا عیب جوئی کو معمول بنالینا باہمی اعتماد تباہ کرتا ہے۔ آن لائن تحریر کا وسیع اور دیرپا پھیلاؤ اس ذمہ داری کو بڑھا دیتا ہے۔ جائز شکایت یا حق طلبی کو بھی ضرورت، صداقت اور متعلقہ دائرے تک محدود رکھنا چاہیے۔

4. ذاتی تصاویر اور معلومات کا تحفظ

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾[27]

ترجمہ: اور تجسس نہ کرو۔

تجسس کی ممانعت سے نجی زندگی کے احترام کی رہنمائی ملتی ہے۔ کسی کے نجی پیغامات، تصاویر یا ذاتی معلومات تک غیر مجاز رسائی اور ان کی بلا اجازت تشہیر اسی احترام کے خلاف ہے۔ قانونی یا حقیقی ضرورت کی صورت میں بھی معلومات صرف متعلقہ مجاز دائرے میں استعمال ہونی چاہییں۔

5. نفرت پر مبنی مواد سے اجتناب

﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾[28]

ترجمہ: اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔

حسنِ کلام اختلاف میں بھی تہذیب اور انسانی احترام کا تقاضا کرتا ہے۔ اشتعال انگیزی، اجتماعی تحقیر اور تشدد کی ترغیب اصلاحی مکالمے کو نقصان پہنچاتی ہے۔ درست موقف پیش کرتے ہوئے مہذب اسلوب اختیار کرنا دینی اور سماجی ذمہ داری ہے۔

مبحث چہارم: اداروں میں اخلاقی اصلاح

اخلاقی بحران کے ادارہ جاتی پہلو کی اصلاح کے لیے شفاف طریقۂ کار، عدل اور جواب دہی ضروری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے منصب کے بارے میں ارشاد فرمایا:

«وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا»[29]

ترجمہ: یہ امانت ہے اور قیامت کے دن رسوائی اور ندامت کا باعث ہوگی، سوائے اس شخص کے جو اسے اس کے حق کے ساتھ لے اور اس میں اپنی ذمہ داری ادا کرے۔

یہ حدیث حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو منصب کے بارے میں دی گئی نبوی ہدایت کا حصہ ہے۔ اس سے ذمہ داری کے لیے اہلیت اور حق کی ادائیگی کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ادارے میں شخصی نیکی کے ساتھ ایسے ضوابط بھی ضروری ہیں جو اختیار کے غلط استعمال کو روکیں اور حق دار تک حق پہنچائیں۔

1. امانت داری

﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾[30]

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔

ادارہ جاتی امانت میں مالی وسائل، ریکارڈ، وقت، معلومات اور تفویض کردہ اختیار شامل ہیں۔ انہیں ذاتی یا گروہی فائدے کے لیے استعمال کرنا اعتماد کو مجروح کرتا ہے۔ واضح حساب، محفوظ ریکارڈ اور مفادات کے ٹکراؤ کی روک تھام اس اصول کی عملی صورتیں ہیں۔

2. میرٹ اور اہلیت

﴿إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ﴾[31]

ترجمہ: بے شک بہترین شخص جسے آپ اجرت پر رکھیں وہ ہے جو طاقت ور اور امانت دار ہو۔

یہ آیت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں اہلیت اور امانت کے اجتماع کو نمایاں کرتی ہے۔ اسلامی اخلاقی تناظر میں اس سے رہنمائی لیتے ہوئے تقرری کے لیے متعلقہ صلاحیت، دیانت اور واضح معیار اختیار کرنا ضروری ہے۔ ذاتی تعلق کو اہلیت پر ترجیح دینا ادارے اور حق دار دونوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

3. عدل

﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ﴾[32]

ترجمہ: اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

عدل کا تقاضا ہے کہ ایک جیسے حالات میں یکساں معیار اختیار کیا جائے اور ہر فریق کو اپنا موقف پیش کرنے کا موقع ملے۔ تقرری، ترقی، تادیبی کارروائی اور وسائل کی تقسیم میں شفاف معیار ذاتی پسند و ناپسند کے اثرات کو محدود کرتے ہیں۔

4. مشاورت

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾[33]

ترجمہ: اور ان کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

مشاورت اجتماعی فیصلے میں متعلقہ علم اور تجربے کو شامل کرتی ہے۔ اس کا مؤثر ادارہ جاتی طریقہ یہ ہے کہ اہل افراد کی آرا سنی جائیں، اختلافی رائے محفوظ رہے اور فیصلے کی وجہ واضح ہو۔ محض رسمی نشست اس مقصد کو پورا نہیں کرتی جب نتیجہ پہلے ہی طے کر لیا گیا ہو۔

5. ذمہ داری اور احتساب

«أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ»[34]

ترجمہ: خبردار! تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

اختیار کی ہر سطح کے ساتھ متناسب ذمہ داری وابستہ ہے۔ فرائض کی واضح تقسیم، فیصلوں کا ریکارڈ، شکایت کا قابلِ رسائی نظام اور باقاعدہ جائزہ اس جواب دہی کو عملی بناتے ہیں۔ احتساب میں سربراہ اور ماتحت دونوں ایک منصفانہ اصول کے تابع ہونے چاہییں۔

6. عوامی خدمت

«وَاللهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ»[35]

ترجمہ: اور اللہ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

خدمت کا نبوی اصول ادارے کو لوگوں کی جائز ضرورت پوری کرنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ درخواست گزار کی عزت، بروقت رہنمائی، غیر ضروری تاخیر سے اجتناب اور کمزور افراد کے لیے سہولت اس کی عملی مثالیں ہیں۔ یوں منصب ذاتی امتیاز کے بجائے ذمہ دارانہ خدمت کی صورت اختیار کرتا ہے۔

ان اصولوں کا باہمی ربط واضح کرتا ہے کہ ادارہ جاتی اصلاح کے لیے دیانت دار فرد، منصفانہ طریقۂ کار اور مؤثر احتساب تینوں ضروری ہیں۔ اسلامی تصور میں عہدہ امانت ہے؛ اس کا اخلاقی معیار اس بات سے متعین ہوتا ہے کہ اختیار کے ذریعے لوگوں کے حقوق کس حد تک ادا کیے گئے۔

نتائج تحقیق

اس مقالے سے جو نتیجہ اخذ ہوا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ اخلاقی زوال کا تعلق صرف فرد کے کردار سے نہیں، بلکہ خاندانی، تعلیمی، معاشی اور ادارہ جاتی عوامل سے بھی ہے۔

2۔ سیرتِ نبوی ﷺ اخلاقی اصلاح کے لیے جامع نظری اور عملی رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

3۔ صدق، امانت، عدل، رحمت، عفو، صبر، رواداری اور انسانی تکریم نبوی اخلاقی نظام کے بنیادی اجزا ہیں۔

4۔ ادارے میں بدعنوانی کے خاتمے کے لیے امانت، عدل، شفافیت اور احتساب کے اصول ضروری ہیں۔

سفارشات

مقالے کی روشنی میں جو سفارشات سامنے ائیں ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ تعلیمی اداروں میں کردار سازی کے باقاعدہ پروگرام شروع کیے جائیں۔

2۔ مساجد اور دینی اداروں میں معاصر اخلاقی مسائل پر خصوصی خطبات اور تربیتی نشستیں منعقد کی جائیں۔

3۔ سوشل میڈیا کے استعمال کے لیے اسلامی اخلاقیات پر مبنی آگاہی پروگرام تشکیل دیے جائیں۔

4۔ رشوت، بدعنوانی اور خیانت کے خلاف مذہبی و اخلاقی آگاہی کو قانونی اقدامات کے ساتھ مربوط کیا جائے۔

خلاصۂ بحث

معاصر مسلم معاشرے کا اخلاقی بحران فرد، معاشرے اور اداروں کی باہمی ذمہ داریوں سے متعلق ہے۔ پیش کردہ مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ صدق، امانت، عدل، انسانی تکریم اور جواب دہی سیرتِ نبوی ﷺ کے بنیادی اخلاقی اصول ہیں۔ ان اصولوں کا عملی تقاضا یہ ہے کہ فرد اپنے کردار کا محاسبہ کرے، خبر کی تحقیق کو لازم سمجھے، دوسروں کے حقوق اور نجی زندگی کا احترام کرے، اور ادارے شفافیت، میرٹ اور احتساب کو اختیار کریں۔ اخلاقی تعلیم کو روزمرہ عمل اور اجتماعی نظام سے مربوط کرنا ہی اس اصلاح کی پائیدار بنیاد ہے۔

حواشی

[1] Al-Qurʾān, al-Qalam 68:4. al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Adab al-Mufrad*, bāb ḥusn al-khuluq, hadith 273. Online text, Islamweb. Accessed October 16, 2026. https://www.islamweb.net/ar/library/content/1016/273/

[2] al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Kitāb al-Raḍāʿ, bāb mā jāʾa fī ḥaqq al-marʾah ʿalā zawjihā, hadith 1162. https://sunnah.com/tirmidhi:1162

[3] al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Īmān, bāb ʿalāmat al-munāfiq, hadith 34. https://sunnah.com/bukhari:34

[4] al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Abwāb al-Birr wa-al-Ṣilah, hadith 1973. https://sunnah.com/tirmidhi/27/79

[5] Al-Qurʾān, al-Nisāʾ 4:58.

[6] Al-Qurʾān, al-Baqarah 2:188.
[7] al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Aḥkām, hadith 7137. https://sunnah.com/bukhari:7137
[8] al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Aḥkām, hadith 7138. https://sunnah.com/bukhari:7138
[9] Al-Qurʾān, al-Naḥl 16:90.
[10] Al-Qurʾān, al-Qaṣaṣ 28:77.
[11] Kīlānī, ʿAbd al-Raḥmān, *Taysīr al-Qurʾān*, 4 vols., digital publication, IslamHouse, October 31, 2013; al-Qaṣaṣ 28:77, explanatory note 103. Text accessed October 16, 2026, Maktabah Shāmilah Urdu. https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-tayseer-ul-quran/tafseer-tayseer-ul-quran/3355/; digital edition: https://islamhouse.com/ur/books/446226/
[12] Al-Qurʾān, al-Ḥujurāt 49:6, 11–12; Isrār Aḥmad, *Bayān al-Qurʾān*, old edition, vol. 6 (Quran Academy, Anjuman Khuddām al-Qurʾān Pakistan, digital publication July 7, 2014), 6: 472. Accessed October 16, 2026. https://data.quranacademy.com/BOOKS/1_-_Quran-e-Hakeem_aur_Hamari_Zindagi/BU-1-19-Bayan-ul-Quran_Part-6.pdf
[13] Al-Qurʾān, al-Jumuʿah 62:2.
[14] Al-Qurʾān, al-Aḥzāb 33:21.
[15] Al-Qurʾān, al-Nisāʾ 4:1.
[16] Al-Qurʾān, al-Ḥashr 59:18.
[17] Al-Qurʾān, al-Tawbah 9:119.
[18] Al-Qurʾān, al-Ḥujurāt 49:12.
[19] Al-Qurʾān, al-Shuʿarāʾ 26:183.
[20] al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Adab, bāb al-ḥadhar min al-ghaḍab, hadith 6114. https://sunnah.com/bukhari:6114
[21] al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Adab, hadith 6018. https://sunnah.com/bukhari:6018
[22] Al-Qurʾān, al-Ṣaff 61:2.
[23] Al-Qurʾān, al-Isrāʾ 17:36.
[24] Al-Qurʾān, al-Ḥujurāt 49:6.
[25] Al-Qurʾān, al-Ḥujurāt 49:11.
[26] Al-Qurʾān, al-Ḥujurāt 49:12.
[27] Al-Qurʾān, al-Ḥujurāt 49:12.
[28] Al-Qurʾān, al-Baqarah 2:83.
[29] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Imārah, bāb karāhat al-imārah bi-ghayr ḍarūrah, hadith 1825. https://sunnah.com/muslim:1825
[30] Al-Qurʾān, al-Nisāʾ 4:58.
[31] Al-Qurʾān, al-Qaṣaṣ 28:26.
[32] Al-Qurʾān, al-Nisāʾ 4:58.
[33] Al-Qurʾān, al-Shūrā 42:38.
[34] al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Aḥkām, hadith 7138. https://sunnah.com/bukhari:7138
[35] Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Dhikr wa-al-Duʿāʾ wa-al-Tawbah wa-al-Istighfār, hadith 2699a. https://sunnah.com/muslim:2699a

مصادرومراجع

Al-Qurʾān al-Karīm.
al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Al-Adab al-Mufrad*. Online text, Islamweb. Bāb ḥusn al-khuluq, hadith 273. Accessed October 16, 2026. https://www.islamweb.net/ar/library/content/1016/273/
al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Online text, Sunnah.com. Hadiths 34, 6018, 6114, 7137, and 7138. https://sunnah.com/bukhari
Isrār Aḥmad. *Bayān al-Qurʾān*. Old edition. Vol. 6. Quran Academy, Anjuman Khuddām al-Qurʾān Pakistan. Digital publication July 7, 2014. Accessed October 16, 2026. https://quranacademy.edu.pk/SnapshotView/MediaID/7114/
Kīlānī, ʿAbd al-Raḥmān. *Taysīr al-Qurʾān*. 4 vols. Digital publication, IslamHouse, October 31, 2013. Text consulted: Maktabah Shāmilah Urdu, al-Qaṣaṣ 28:77, note 103. Accessed October 16, 2026. https://islamhouse.com/ur/books/446226/
Muslim ibn al-Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Online text, Sunnah.com. Hadiths 1825 and 2699a. https://sunnah.com/muslim
al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Online text, Sunnah.com. Hadiths 1162 and 1973. https://sunnah.com/tirmidhi